سوال نمبر 2 (الف)۔۱

سوال نمبر 2 (الف)۔۲

سوال نمبر 2 (الف)۔۳

سیدانی بی کی شہرت

ایک زمانے میں سیدانی بی کی بہت زیادہ شہرت تھی۔
قلعے کی اچھی اچھی درزنیں انھیں اپنا استانی تسلیم
کرتی تھیں - محلات میں کسی نئے طرح کے جوڑے یا
لباس کی سلائی کرانی ہوتی تھی تو سیدانی بی کو
یاد کیا جاتا تھا۔ شہر کی بیگمات پر بھی سیدانی بی کی
شہرت کا رعب ودبدبہ تھا۔ ہر کوئی انھیں بہت زیادہ عزت دیتا

سیدانی بی کو دعوت

سوال نمبر 2 (الف)۔۴

سیدانی بی کو محلات سے بادشاہوں اور بیگمات کی
طرف سے سلائی کی دعوت آتی تھی۔ کبھی ہوا
پالکی چلی آ رہی ہے کہ بڑی سرکار نے بلایا ہے تو کبھی
ڈولی چلی آ رہی ہے کہ نواب سلطان جہاں بیگم نے یاد
کیا ہے۔ انہیں دن کے کسی بھی وقت فرصت نصیب نہیں
تھی۔ جب بھی محلات میں کسی نئی شکل کی سلائی کرانی
ہوتی تھی تو سیدانی بی ہی کو یاد کیا جاتا تھا

برے وقت کا کوئی ساتھی

سوال نمبر 2 (الف)۔۵

"برے وقت کا کوئی ساتھی نہیں" سے مراد یہ ہے کہ جب
جب انسان پر برا وقت آتا ہے یا بوڑھا ہو جاتا ہے تو وہی
لوگ جو کسی زمانے میں اس سے بغل گیر ہوتے تھے، وہی اچانک
لاتعلق ہو جاتے ہیں۔ سیدانی بی جب بوڑھی ہو گئیں اور جسمانی
اعضاء نے پوری مہارت کے ساتھ کام کرنا چھوڑ دیا یعنی جب ہاتھ پاؤں
نے کام کرنا چھوڑ دیا اور بینائی بھی کمزور ہو گئی، تو پھر کوئی بھی ان
کی خدمت کرنے والا نہ رہا۔ ٹکڑے ٹکڑے کو محتاج ہو گئی تھیں

بڑھاپے کی مشکلات

سوال نمبر 2 (الف)۔۶

بڑھاپے کی حالت میں سیدانی بی کو بہت سی مشکلات
کا سامنا کرنا پڑا۔ ہاتھ پاؤں نے کام کرنا چھوڑ دیا۔
آنکھیں بھی دھندلا گئیں یعنی انھوں نے صحیح طرح
سے کام کرنا چھوڑ دیا تھا۔ یہ دونوں نعمتیں ایک درزن کے
لیے نہایت ضروری ہیں۔ ان کے بغیر وہ اپنا کام نہیں کر سکتا
اور روزی روٹی بھی نہیں کما سکتا۔ گویا سیدانی بی ٹکڑے ٹکڑے کو محتاج

سوال نمبر 2 (الف)۔ ۷

آنکھوں پر بٹھانا

سیدانی بی کو سب آنکھوں پر ان کے ہنر کی وجہ سے بٹھاتے تھے۔ وہ ایک ماہر درزن تھیں۔ ہر طرح کی سلائی کی ماہر تھیں۔ ان کی قابلیت اور مہارت کی بنا پر محلوں سے ان کے لیے دعوت کے پیغامات آتے تھے۔ اچھی اچھی درزنیں بھی ان کے ہنر کو تسلیم کرتی تھیں گویا ان کے ہنر کی وجہ سے ہر کوئی انھیں بہت زیادہ عزت دیتا تھا۔

سوال نمبر 2 (الف)۔ ۸

مشکل وقت میں سہارا

جب سیدانی بی بوڑھی ہو گئیں تو کوئی بھی انھیں سہارا دینے کے لیے تیار نہیں تھا جس کے باعث وہ بہت پریشان تھیں جب ان کی پریشانی کا احساس ان کے پڑوسی کو ہوا، تو انھیں اپنے پاس رکھ لیا۔ یہ پڑوسی امیر صاحب تھے۔ ان کی بیوی نے سیدانی بی کی بے چارگی پر ترس کھا کر انھیں اپنے پاس جگہ دے دی

سوال نمبر 2 (الف)۔ ۹

محاورات

(۱) اچھی اچھی مغلانیاں ان کے سامنے **کان پکڑتی** تھیں۔

مطلب :- استاد تسلیم کرنا، اونچا سمجھنا

(۲) سب انھیں **آنکھوں پر بٹھاتے** تھے۔

مطلب :- بہت عزت دینا

شاعرہ کا ناز

سوال نمبر2(ب)۔۱

شاعرہ محبوب کے قرب پر نازاں نظر آتی ہیں۔ ان
کے لیے یہ بہت فخر کی بات ہے کہ وہ محبوب کی بزم
میں چند لمحیں گزار آتی ہیں۔ دیدار محبوب
ہی عاشقوں کی منزل مقصود ہوتا ہے ہوتی ہے۔
انھیں اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ زمانہ انھیں
اچھائی کی خلعت بخشے یا برائی کا طوق پہنائے، انھیں بس حال
اس چیز پر فخر ہے کہ محبوب کے ساتھ کچھ وقت گزارا ہے۔

کسان کی خصوصیات

سوال نمبر2(ب)۔۲

شاعرہ نے کسان کو 'ترقی کا امام' اور 'تہذیب کا
پروردگار' کہہ کر اس کی خصوصیات بیان کی ہیں۔
ایک ملک کی زرعی پیداوار اس کی معیشت میں
ریڑھ کی ہڈی کی اہمیت رکھتی ہے۔ گویا کسان کی محنت
و مشقت یعنی جو کہ اچھی پیداوار کا سبب بنتی ہے، ملک کی معیشت
کو مضبوط کرتی ہے۔ کسان نے انسان کو درندگی سے نکال کر تہذیب
سے ہمکنار کیا اور تہذیب کے ساتھ زندگی گزارنے کے اصول و ضوابط سمجھائے

مل کر نہ ملنا

سوال نمبر2(ب)۔۳

'مل کر نہ ملنے' سے شاعر کی مراد یہ ہے کہ بعض اوقات
انسان کو اس دنیا میں اس سے محبت ہو جاتی ہے جس کا
ملنا ناممکن ہوتا ہے۔ محبوب اگرچہ عاشق کی بزم میں
موجود ہے لیکن مزاج اچھا نہیں ہے۔ محبوب چاہت اور
خلوص کے ساتھ ملاقات نہیں کرتا بلکہ دل میں فاصلہ
رکھ کر ملتا ہے۔ لیکن چاہے محبوب کتنا ہی ظلم کرے کتنی

سوال نمبر2(ب)۔۴ امت مسلمہ کی آبرو

شاعر نے فاطمہ کو "امت مسلمہ کی آبرو" کہا ہے۔ فاطمہ نے میدان جنگ میں غازیان دین کی سقائی کرکے جو عظیم مثال قائم کی وہ ~~تاقو زوال~~ تا قیامت زوال پذیر امت مسلمہ کی عزت و آبرو کا باعث بنی رہے گی۔ اگرچہ امت مسلمہ تنزلی کا شکار ہے لیکن فاطمہ بنت عبداللہ جیسے کردار آج بھی اس کی عزت کا باعث ہیں۔ فاطمہ کی شہادت رائیگاں نہیں گئی بلکہ آج بھی ہمارے فخر کا باعث ہے۔

سوال نمبر2(ب)۔۵ بشر کی فطرت

انسان کو "فطرتِ اسلام" پر پیدا کیا گیا ہے یعنی جو بچہ بھی اس دنیا میں آتا ہے وہ اپنے ساتھ نیک فطرت لاتا ہے۔ معصوم ہوتا ہے۔ دنیاوی مکر و فریب سے بالکل پاک ہوتا ہے۔ اس کی روح پاکیزہ ہوتی ہے۔ مگر افسوس آخر دنیا کی رنگینیوں میں رنگ کر وہی بچہ بن جاتا ہے اور فی سبیل اللہ سے بھٹک جاتا ہے۔

سوال نمبر2(ب)۔٦

سوال نمبر2(ج)۔۱ **تشبیہ**: کسی خاص وصف یا خوبی کی بنا پر کسی چیز یا شخص کو کسی دوسری چیز یا شخص جیسا قرار دینا تشبیہ کہلاتا ہے۔ تشبیہ سے کلام میں خوبصورتی پیدا ہوتی ہے۔ اس کے لغوی معنی "مشابہت دینا" کے ہیں۔ ارکان تشبیہ پانچ ہیں: مشبہ، مشبہ بہ، وجہ شبہ، حرف تشبیہ اور غرض تشبیہ

مثال: ؎ ہستی اپنی حباب کی سی ہے
یہ نمائش سراب کی سی ہے

مشبہ: ہستی (انسانی زندگی) مشبہ بہ: حباب حرف تشبیہ: کی سی وجہ شبہ: دنیا کی بے ثباتی

سوال نمبر2(ج)۔۲

سوال نمبر2(ج)۔۳ **ترکیب نحوی**

شجاع — فاعل
نے — علامت فاعل
کتاب — مفعول
پڑھی — فعلِ تام

جملہ فعلیہ ہے۔

سوال نمبر2(ج)۔۴

مقطع

مقطع کے لغوی معنی "ختم کرنے یا کاٹنے کے ہیں"۔
اصطلاح میں غزل کے آخری شعر کو مقطع کہتے ہیں
جس میں شاعر اپنا تخلص استعمال کرے۔ اگر
شاعر اپنا تخلص استعمال نہ کرے تو وہ مقطع نہیں
کہلائے گا بلکہ "آخری شعر" کہلائے گا۔

مثال:

ع وقت اچھا بھی آئے گا ناصر
غم نہ کر زندگی پڑی ہے ابھی

ع کیوں سنے عرض مضطرب مومن
صنم آخر خدا نہیں ہوتا

سوال نمبر2(ج)۔ ۵

سوال نمبر 3 (صفحہ نمبر 1/3)

(الف)

حوالہ متن:
سبق کا نام ← نام دیو مالی
مصنف کا نام ← مولوی عبدالحق

تشریح:
مولوی عبدالحق مشہور خاکہ نگار ہیں۔ کسی شخص کی زندگی کے کچھ پہلوؤں کو اس طرح بیان کرنا کہ اس کا تعارف ہو جائے مگر اس کی سوانح نہ ہو، خاکہ کہلاتا ہے۔ تشریح طلب اقتباس مولوی عبدالحق کے ایک خاکے "نام دیو مالی" سے لیا گیا ہے جس میں انھوں نے ذات کے ڈھیڑ مگر نیک اور محنتی مالی نام دیو کی زندگی کے بارے میں لکھا ہے۔ ایسے کردار آج کل بہت کم ہمیں معاشرے میں دیکھنے ہیں جنھیں اپنے کام کرنے سے حقیقی مسرت ہوتی ہے۔ تشریح طلب اقتباس میں مصنف نام دیو کی خصوصیات پر روشنی ڈالتے ہیں۔ نام دیو بہت سادہ مزاج تھا۔ کروفر یا ٹھاٹ باٹ سے نہیں رہتا تھا۔ اس کی سادگی ہی اس کا اصل زیور تھی۔ وہ

سوال نمبر 3 (صفحہ نمبر 2/3)

سے کوسوں دور تھی - وہ بہت عاجز انسان تھا- اپنے رب کے سامنے اپنی عاجزی کو تسلیم کرتا تھا- وہ خوش رہنے والوں میں تھا- اس کے چہرے پر ہمہ خوشی کے آثار موجود ہوتے تھے- اس کے لب کبھی ہلتے نہ تھے بلکہ وہ ہر لمحہ مسکراتا رہتا - گویا مشکل حالات میں وہ پریشان ہونے اور گھبرانے کی بجائے خوش و خرم رہتا اور صبر کرتا قرآن میں:

ترجمہ: "بیشک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے"-

وہ بڑوں کی عزت کرتا تھا- ان سے جھک کر ملتا تھا- صرف بڑوں سے ہی نہیں بلکہ چھوٹوں سے بھی جھک کر ملتا تھا- گویا وہ ہر کسی کا ادب کرتا تھا- چھوٹے اور بڑوں دونوں کے ساتھ ادب احترام سے پیش آتا- یہ اس کے اعلیٰ اخلاق کی دلیل ہے- حضورؐ نے فرمایا:

ترجمہ: "وہ ہم میں سے نہیں جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور ہمارے بڑوں کا احترام نہ کرے"

حدیث مبارکہ ہے:

ترجمہ: "تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو اخلاق کے لحاظ سے سب سے اچھا ہو"-

سوال نمبر3 (صفحہ نمبر 3/3)

نہ تھی۔ تنخواہ بہت کم تھی۔ اس کے باوجود
یہ خدا کا بندہ غریبوں کی مدد کرنے سے
باز نہ آتا۔ ہمارے پیارے نبیؐ نے مسکینی حالت
کو پسند فرمایا ہے۔ انھوں نے فرمایا:

ترجمہ: "اے میرے اللہ مجھے مسکینی کی
حالت میں زندہ رکھ اور مسکینی کی
حالت میں موت دے اور
قیامت کے دن مسکینوں کے
زمرے میں اٹھا۔"

یتیموں کی مدد کے متعلق حضورؐ نے فرمایا:

ترجمہ: "یتیم کی کفالت کرنے والا اور میں جنت میں
یوں ساتھ ہوں گے (شہادت اور ساتھ والی انگلی سے)

وہ اپنی استطاعت سے بڑھ کر اپنے غریب بھائیوں کی
مدد کرتا تھا۔ بقول شاعر:

؎ اپنے لیے تو سب ہی جیتے ہیں اس جہاں میں
ہے زندگی کا مقصد اوروں کے کام آنا

نام دیو مالی کو اپنے کام سے حقیقی عشق تھا۔ وہ
مجبوری سمجھ کر کام نہیں کرتا تھا۔ بلکہ اپنے شوق کی خاطر
کام کرتا تھا۔

"جو اپنے کام میں جی لگاتے ہیں وہی حقیقی مسرت پاتے ہیں۔"

آخرکار کام کرتے کرتے ہی بے چارہ اللہ تعالیٰ کو پیارا ہو گیا۔

؎ موت سے کس کو رستگاری ہے

سوال نمبر 4 (صفحہ نمبر 1/4)

(الف)

نظم کا نام : حمد

شاعر کا نام : مولانا الطاف حسین حالی

تشریح :

حمد میں اللہ تعالیٰ کی تعریف بیان کی جاتی ہے۔ اس کی عظمت کا ذکر کیا جاتا ہے۔ اردو کے تقریباً تمام بڑے شعراء نے اپنی شاعری کا آغاز حمد سے کیا ہے۔ تشریح طلب اقتباس کے پہلے شعر میں شاعر محرم یعنی 'جاننے والے' اور نا محرم یعنی 'نا جاننے والے' کو برابر قرار دیتے ہیں محرم سے مراد وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی ذات کو پہچانتے ہیں۔ وہ اس کی ذاتِ بابرکت کی عظمت کے شاہد ہیں۔ وہ اس کے جلوں اور ~~مظ~~ قدرتی مناظر کے مشاہد ہیں۔ لیکن اس ذات کو پہچان کر بھی وہ اس کے بارے میں کچھ بیان کرنے سے قاصر ہیں۔ اس ذات کی عظمت ان کی عقل کو اس قدر متاثر کر دیتی ہے کہ دماغ ماؤف ہو جاتا ہے۔ زبانیں گنگ ہو جاتی ہیں۔ وہ اس ذات کے کمالات کے بارے میں کچھ بھی بیان نہیں کر پاتے۔ نامحرم لوگ وہ ہیں جو عقل پرست ہوتے ہیں۔ وہ

سوال نمبر 4 (صفحہ نمبر 2/4)

ہوتی ہے۔ اسی کو مانتی ہے جسے وہ دیکھ سکے اور
محسوس کر سکے۔ یہ لوگ عقل کے ناقص گمراہ
ہوتے چلے جاتے ہیں۔ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کو پہچان
نہیں پاتے گویا اس کی ذات کو بھی بیان کرنے
سے قاصر ہیں۔ اسلیے ا محرم! اور انا محرم!
دونوں برابر ہیں۔ دونوں ہی اس ذات کے کمالات
کو بیان کرنے سے قاصر ہیں۔ دوسرے شعر میں
شاعر نے "ذکر اللہ" کو موضوع بنایا ہے۔ وہ کہتے
ہیں کہ ایک سچے مومن کی نظروں میں اس
دنیا کی رنگینیوں کی کوئی وقعت نہیں۔ وہ جانتا ہے
کہ ہر شے فانی ہے۔ قرآن میں ہے

ترجمہ: "ہر شے فانی ہے"۔

لوگ عام طور پر جاگیرداروں کے پیچھے بھاگتے ہیں۔
مفاد پرست ہوتے ہیں۔ دولت کے سامنے اندھے
ہو جاتے ہیں۔ ذات حقیقی سے بیگانہ ہو جاتے ہیں۔
لیکن اللہ کے سچے عاشقین دنیا کی سہولیات کو
خاطر میں نہیں لاتے۔ وہ بادشاہوں کے محلات
محلات اور قیمتی ملبوسات کو پسند نہیں
کرتے۔ وہ اپنی گودڑی اور پھٹی پرانی
چادر میں ہی خوش رہتا ہے۔ اس کی
چھوٹی سی جھونپڑی اس کے لیے راحت و
سکون کا باعث۔ وہ ہر لمحہ اللہ تعالیٰ کی ذات

دن رات اس کی عبادت میں مگن رہتا ہے۔
وہ جانتا ہے کہ حقیقی نجات کسی چیز میں ہے۔
وہ جانتا ہے کہ اس کے مصائب کو اللہ کے سوا
اور کوئی دور نہیں کر سکتا۔ بقول شاعر

؎ جان دی، دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

لہذا تیسرے شعر میں شاعر اللہ تعالیٰ کو قادر
مطلق اور خالق کل قرار دیتے ہوئے کہتا ہے
کہ تیرا حکم دائمی ہے۔ جس طرح پھولوں
کی مہک پھیلے بغیر نہیں رہ سکتی اسی طرح
تیرا حکم بھی اس کائنات کے کونے کونے تک
پہنچ کر رہے گا۔ تمام مخلوقات پر تیری ہی
دھن سوار رہتی ہے۔ صبح پرندے تیری حمد و
ثناء اپنی خوبصورت آواز میں بیان کرتے ہیں
تو رات کو تیرے عاشقین تیری یاد میں مست
جھوم رہے ہوتے ہیں۔ اے اللہ تعالیٰ! صبح کی
ٹھنڈی ہوا گر پھر تیرا پیغام لیے پھرتی ہے
صبح کی ٹھنڈی ہوا کو تیرے سوا کوئی نہیں روک
سکتا۔ گویا اسلام یعنی دین حق کے پھیلاؤ
کو بھی تیرے سوا اور کوئی نہیں روک سکتا۔
بہت جلد جسم کی ٹھنڈی ہوا پوری دنیا میں

سوال نمبر 4 (صفحہ نمبر 4/4)

گی اور پوری دنیا اسلام کے نور سے روشن
ہو جائے گی۔ بقول شاعر

ہر اک ذرہ فضا کا داستاں اس کی سناتا ہے
ہر اک مجبور کا ہوا کا آکے دیتا ہے پیام اسکا

سوال نمبر 5 (صفحہ نمبر 1/4)

(الف)

حوالہ متن
شاعر کا نام :- حسرت موہانی

تشریح :-

حسرت موہانی ایک معروف غزل گو شاعر ہیں۔ انھیں رئیس المتغزلین بھی کہا جاتا ہے۔ وہ تحریک آزادی کے ایک اہم رہنما تھے۔ برطانوی سامراج کو تسلیم نہ کیا۔ الگ ملک کے حصول کے لیے قیدوبند کی صعوبتیں جھیلیں۔ اس زمانے میں قید بامشقت بہت مشکل ہوتی تھی۔ روزانہ ایک من گیہوں دستی چکی پر پیسنا پڑتا تھا۔ حسرت کا یہ شعر اس زمانے کی یادگار ہے

ہے مشقِ سخن جاری چکی کی مشقت بھی
اک طرفہ تماشا ہے حسرت کی طبیعت بھی

تشریح طلب بند کا پہلا شعر حسرت کی غزل کا مطلع ہے جس میں وہ بیان کرتے ہیں کہ راہِ عشق بڑی کٹھن ہوتی ہے۔ قدم قدم پر عاشقِ صادق کے لیے آزمائش ہوتی

سوال نمبر 5 (صفحہ نمبر 2/4)

کو ہاتھ سے چھوڑ دیتے ہیں وہ کبھی بھی عشق
کے امتحان میں کامیاب نہیں ہوتے۔ اگر عشق
حقیقی کے تناظر میں دیکھا جائے تو شاعر کہتے
ہیں کہ اگرچہ رہِ عشق پُرخار ہے لیکن
منزل تو ذاتِ ربی ہی ہے۔ اگر اسی کی
آرزو کو راہِ عشق کا راہبر بنا لیا جائے تو پھر
مصیبت بھی لطف دیتی ہے۔ اسی لطف
میں وہ راہ پُرخار کو پار کرلیتا ہے اور ذاتِ
حقیقی سے جا ملتا ہے۔ بقول غالب:

ع عاشقی صبر طلب اور تمنا بے تاب
دل کا کیا رنگ کروں خونِ جگر ہونے تک

اگر عشق مجازی کے تناظر میں دیکھا جائے تو
شاعر کہتے ہیں کہ محبوب تک کی منزل مصیبتوں
سے بھری پڑی ہے۔ لیکن جب سے میں نے
ثابت قدمی کو اپنا اپنا وطیرہ اور محبوب کی
آرزو کو اپنا رہنما بنایا ہے تب سے راہ کی مصیبتیں
مصیبتیں نہیں لگتی بلکہ راحت میں ڈھلتی
نظر آتی ہیں۔ بقول شاعر:

ع ہر حال میں دیا جو تیرا آسرا مجھے
مایوس کر سکا نہ ہجومِ بلا مجھے

گویا عاشق محبوب سے مخاطب ہے کہ میں تیری
خاطر بڑی سے بڑی مصیبت برداشت کرنے کے لیے

سوال نمبر 5 (صفحہ نمبر 3/4)

آرام طاقت کی اس کیفیت کے سامنے کچھ نہیں
جو مجھے راہ پر خار پار کرنے کے بعد وصال محبوب
سے حاصل ہونے والی ہے۔ اگر تحریک آزادی کے
تناظر میں اس شعر کو دیکھا جائے تو شاعر کہتے
ہیں کہ اب ملک کے حصول کی خاطر دلی عزائم
اس قدر مضبوط ہو گئے ہیں کہ مصیبتیں بھی
اب راحت کا باعث ہیں۔ تشریح طلب بند کے
دوسرے شعر میں شاعر کہتے ہیں کہ راہِ
عشق اور راہِ وفا مترادف ہیں۔ راہِ عشق
میں عاشق صادق کو بے پناہ مشکلات کا سامنا
کرنا پڑتا ہے۔ محبوب کی بے رخی اور بے اعتنائی
برداشت کرنے کے ساتھ ساتھ زمانے کے ستم بھی
~~جھیلنا~~ جھیلنے پڑتے ہیں۔ اس راہ کو وہی پار کر سکتا
ہے جو ہر مشکل پر محبوب سے وفا کا مظاہرہ
کرے ورنہ وہ اپنی منزل کبھی بھی نہیں پا سکتا۔
بقول شاعر:

یہ عشق نہیں آساں بس اتنا سمجھ لیجیے
اک آگ کا دریا ہے اور ڈوب کے جانا ہے

~~اب~~ جب سے وفا کے راستے کو اپنایا ہے تب سے
راہِ عشق میں تیر ہوا کے جھونکوں کی مانند
مسائل بادِ صبا کی سی نرم روی اختیار کر گئے ہیں۔
اب راہ کے مسائل اس کو دکھ نہیں دیتے۔

سوال نمبر 5 (صفحہ نمبر 4/4)

سے جا ملاتا ہے ۔ اگر تحریک آزادی کے تناظر میں
دیکھا جائے تو شاعر کہہ رہے ہیں کہ ملک کے حصول
کے لیے وفا کو اپنا وطیرہ بنایا ہے ۔ اس سے کبھی
غداری کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتے ۔ گویا
اب اہلِ وطن کے حصول کی راہ میں درپیش
مسائل ٹھنڈی ہوا کی مانند سکون دیتے
ہیں

سوال نمبر 6 (صفحہ نمبر 1/3)

درخواست

بخدمت جناب چیئرمین یونین کاؤنسل، شہر ا-ب-ح

جنابِ عالی!

عنوان :- صفائی کے لیے درخواست

گذارش ہے کہ محلے میں خاکروبوں نے آنا چھوڑ دیا ہے۔ جس کے باعث ہر جگہ گندگی ہی گندگی موجود ہے۔ بدبو کے بھبھوکے اٹھ رہے ہیں۔ نالیاں گندی ہیں۔ وقت پر صاف نہ کرنے کے باعث پانی بھی آلودہ ہو چکا ہے۔ اس سے کافی بیماریاں مثلاً ڈینگی، ہیضہ سر اٹھا رہی ہیں۔ ہمارے علاقے کے لوگ بہت پریشان ہیں۔ بچے دن بدن مختلف بیماریوں سے نڈھال ہوتے جا رہے ہیں۔ مکھیوں اور مچھروں نے تو اس جگہ پر ڈیرا جما لیا ہے۔ سڑک پر موجود کچڑے کے ڈھیر حادثات کا باعث بنتے ہیں۔ گویا محلے میں صفائی برقرار رکھنے کے لیے مناسب اقدامات اٹھائے جائیں:

- خاکروبوں کو اس علاقے کی صفائی کے لیے مقرر کیا گیا۔
- وقتاً فوقتاً افسرانِ بالا محلے کے دورے پر آئیں۔
- مچھر مار دوائی استعمال کی جائے تاکہ ڈینگی سے بچا جا سکے۔

امید ہے کہ آپ ہم اہلِ علاقہ کی درخواست پر غور و فکر فرمائیں گے اور ہماری تکلیف کا ازالہ کرنے کے لیے

سوال نمبر6 (صفحہ نمبر 2/3)

عین نوازش ہوگی۔

مورخہ: ۸ جولائی، ۲۰۲۲ء

العارض

مسعود: اہلِ علاقہ: الف ب ج

سوال نمبر 6 (صفحہ نمبر 3/3)

سوال نمبر 7 (صفحہ نمبر 1/6)

(ب)

محنت کی برکتیں

محنت اس دنیا میں سب سے اہم عمل ہے۔ محنت ہی وہی عمل ہے جس سے دنیا کے بگڑے سے بگڑے کاموں کو سنوارا جا سکتا ہے۔ محنت کی اہمیت کو جھٹلایا نہیں جا سکتا۔ اس کے ذریعے ہی زوال پذیر اقوام دوبارہ عزت و وقار حاصل کر سکتی ہیں۔ اور وہ اقوام جو اس صلاحیت سے محروم ہو جاتی ہیں، جلد ہی ترقی کی بلندیوں سے گر پڑتی ہیں

یہ زندگی جہد مسلسل کا دوسرا نام ہے۔ محنت ایک مسلسل عمل ہے۔ محنت ہی وہی عمل ہے جس سے ہم اس دنیا میں ترقی حاصل کر سکتے ہیں۔ وہ لوگ جو مسلسل لگے رہتے ہیں وہی آخر کار کامیاب بھی ہوتے ہیں مگر وہ لوگ جو محض صرف سوچنے میں ہی وقت ضائع کر دیتے ہیں اور عملی جدوجہد

سوال نمبر 7 (صفحہ نمبر 2/6)

بقول شاعر:

؎ چلنے والے نکل گئے ہیں
جو ٹھہرے ذرا کچل گئے ہیں

آپؐ کی زندگی ہمارے سامنے ہے۔ ان کی زندگی محنت و مشقت سے بھری ہوئی تھی دعوتِ اسلام کی خاطر انھوں نے بہت محنت کی۔ ظلم بھی سہے مگر ہمت نہیں ہاری۔ یہ ان کی ہی محنت کا نتیجہ ہے کہ آج اسلام دنیا کا دوسرا سب سے زیادہ مقبول مذہب ہے۔ ~~صرا~~ صرف آپؐ ہی نہیں بلکہ دوسرے انبیاءؑ کرام کی زندگی میں بھی ہمیں محنت کی مثال ملتی ہے۔ حضرت آدمؑ ~~کپڑے سیتے تھے~~ کھیتی باڑی کرتے تھے۔ حضرت ادریسؑ کپڑے سیتے تھے۔ حضرت نوحؑ تجارت کرتے تھے۔ حضرت ابراہیمؑ بھی کھیتی باڑی کرتے تھے۔ گویا محنت کرنا تمام انبیاءؑ کرام کی سنت تھی۔ ہم لوگ چھوٹے چھوٹے کام کرتے ہیں شرم محسوس کرسکتے ہیں۔ یہ سوچ برطانوی سامراج کی تھمائی ہے۔ اسی سوچ کے باعث ہم آج زوال کا شکار ہیں۔ اللہ تعالیٰ محنت کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ قرآن میں ہے:

ترجمہ: "انسان کے لیے وہی کچھ ہے جس

آپ نے فرمایا:
ترجمہ: "محنت کش اللہ کا دوست ہے"
محنت کرنے والے ہی اس دنیا میں سرفرو ہوتے ہیں۔ بقول شاعر:

مشقت کی ذلت جنھوں نے اٹھائی
جہاں میں ملی انھیں آخر بڑائی

اگر ہم ایک کسان کی زندگی میں پر غور و فکر کریں تو اس کی محنت و مشقت ملک کی ترقی کا باعث ہے۔ اس کی زندگی محنت و مشقت سے تعبیر پاتی ہے۔ صبح سورج کے ساتھ ہی اس کی آنکھ کھلتی ہے۔ دن بھر سورج کی تمازت میں وہ عرق ریزی کرتا ہے۔ رات کو بھی اسے چین میسر نہیں بلکہ ستاروں کی ٹھنڈی چھاؤں میں وہ اپنے کھیتوں کا تحفظ کرتا ہے۔ بقول شاعر:

بن محنت کچھ ہاتھ نہ آئے ہاتھ آتے ناداری
محنت ایسا جادو ہے جس سے کھیت بنے پھلواری

اسی طرح اگر ایک طالب علم شوق اور لگن کے ساتھ پڑھتا ہے تو بڑا ہو کر ملک و قوم کی خدمت کر سکتا ہے۔ اس کے برعکس جو طالب علم سستی اور کاہلی کرتا ہے وہ کبھی کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔

سوال نمبر 7 (صفحہ نمبر 4/6)

؎ جس کے ہاتھوں یہ ہو محنت کی لکیر
خود بخود بنتی چلی جاتی ہے قسمت کی لکیر

ہمارے سامنے قائداعظم کی مثال ہے۔ وہ دبلے پتلے اور کمزور انسان تھے۔ لیکن محنتی انسان تھے۔ رات کو گھنٹوں مطالعہ کرتے تھے۔ پاکستان بنانے کے لیے انھوں نے جتنی بھی جدوجہد کی اس کی کوئی مثال نہیں۔ وہ دن رات ایک ملک کے حصول کے لیے ہندوؤں اور انگریزوں کی چالوں کے خلاف تدبیریں کرتے گئے۔ یہاں تک کہ ان کی صحت بھی خراب ہونا شروع ہو گئی تھی۔ مگر قائداعظم نے ہمت نہیں ہاری۔ یہ ان کی ہی محنت کا نتیجہ ہے کہ ہمیں ایک آزاد اور خود مختار ملک ملا۔ بقول شاعر:

؎ ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

بقول شاعر:

؎ نگہ بلند سخن دلنواز جاں پرسوز
یہی ہے رختِ سفر میرِ کارواں کے لیے

اس کے علاوہ بھی ہمارے سامنے اور بہت سی مثالیں موجود ہیں۔ مثلاً سر سید احمد خان مسلمانوں کی تعلیم کے لیے ہمیشہ سرگرداں

سوال نمبر 7 (صفحہ نمبر 5/6)

اختیار کرنے کی نصیحت کی۔ علی گڑھ میں ایم۔ اے۔ او کالج قائم کیا۔ محنت عظمت و بلندی کا نشان ہے۔ محنت کی عظمت کو جھٹلایا نہیں جا سکتا۔

ہمارا مشاہدہ ہے کہ وہی قومیں ترقی کرتی ہیں اور عزت کی زندگی گزارتی ہیں جو محنت کو اپنی عادت بنا لیتی ہیں۔ انھیں پوری دنیا میں ایک باوقار مقام حاصل ہوتا ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ جب تک امت مسلمہ نے محنت کو اپنا ہتھیار بنائے رکھا، دنیا میں کامیاب ترین قوم رہی لیکن جب سستی اور کاہلی کا شکار ہو گئی، زوال کا شکار ہو گئی۔ عمران خان ہمارا قومی لیڈر ہے۔ اس نے اپنی محنت و مشقت کے باعث وہ کام کر دکھایا جسے ہر کسی کو ناممکن قرار دیتا تھا۔ کینسر کا ہسپتال قائم کیا۔ یہاں ~~لوگوں کا~~ غریبوں کا مفت علاج ہوتا ہے

گویا محنت ہی وہ گوہر ہے جس سے دنیا کے بگڑے سے بگڑے کام کو سنوارا جا سکتا ہے۔ اگر ایک طالب علم محنت کرتا ہے تو وہ کامیاب ہو سکتا۔ لیکن اپنی محنت کے بلبوتے پر ہی ملکی معیشت کو بہتر بنانے میں فعال کردار ادا کر سکتا ہے۔ گویا محنت ہی سے ہم دنیا میں کامیابی حاصل کر سکتے

سوال نمبر 7 (صفحہ نمبر 6/6) ____________________